ایران اور اسلام کے سپہ سالار شہید حاج قاسم سلیمانی انقلاب اسلامی ایران کی محافظ، قدس فورس کے کمانڈر کا خط، اپنی بیٹی فاطمہ کے نام، فلسفہ زندگی ، جہاد اور دنیا کے مظلوم اور خوفزدہ بچوں کے دفاع میں شہادت کی خواہش کے بارے میں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا یہ میرا آخری سفر ہے یا میرا مقدر کچھ اور ہے، جو بھی ہو میں اس کی رضایت میں راضی ہوں.

اس سفر میں آپ کے لیے کچھ لکھ رہا ہوں تاکے میری عدم موجودگی کی وجہ سے بے چینی کی صورت میں تمہارے لیے باعث یادگیری بنے، ہوسکتا ہے کہ آپ کو اس میں کوئی مفید چیز ملے جو کام آسکے.

جب بھی میں سفر شروع کرتا ہوں مجھے لگتا ہے کہ میں آپ کو دوبارہ نہیں دیکھوں گا، کئی بار راستے میں ، میں نے آپ کے پیار سے بھرے چہرے کے مناظر کو ایک ایک کر کے اپنی آنکھوں کے سامنے تصور کیا ہے اور کئی بار تیری یاد میں اشک کے قطرہ جاری ہوئے ہیں. میں تجھے یاد کرتا ہوں میں آپ کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔اگرچہ مجھے محبت کے اظہار کرنے کا کم موقع ملا ہے اور مکمل طور پر محبت کا اظہار نہ کر سکا

میری پیاری بیٹی!

کسی کو ہرگز نہیں دیکھا ہوگا کے وہ اپنے آئینے کے سامنے اپنی آنکھوں سے یہ کہتا ہو کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں، ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے جبکہ اس کی آنکھیں اس کے لئے سب سے زیادہ قیمتی ہیں۔ تم میری آنکھیں ہو چاہے زبان سے کہوں یا نہ کہوں تم میرے لخت جگر ہو.

میں نے آپ کو بیس سال سے ہمیشہ پریشان رکھا ہے اور یہ خدا کی تقدیر ہے کہ اس جان کا خاتمہ نہ ہو اور آپ ہمیشہ خوف کے خواب دیکھتے رہیں.

پیاری بیٹی!

جتنا بہی اس عالم میں سوچا اور سوچتا رہا ہوں کہ دوسرا کام کروں تاکے تم پریشان نہ رہو، دیکھا کے دوسرا کام میں نہیں کر سکتا اور یہ عسکریت پسندی میں میری دلچسپی کی وجہ سے نہیں تھا اور نا ہی ملازمت کی وجہ سے ہوا ہے اور نہ ہی یہ کسی کے جبر یا اصرار کی وجہ سے ہوا ہے.

نہیں میری بیٹی نہیں، میں ایک لمحے کے لیے بھی تیار نہیں ہوں کہ ملازمت، یا کسی کے اصرار، اجبار کی وجہ سے تم کو پریشان کروں تم کو بہول جانا یا رولانا تو بہت دور کی بات ہے.

میں نے دیکھا کہ اس دنیا میں ہر ایک نے اپنے لئے ایک راستہ منتخب کیا ہے ایک علم سیکھتا ہے اور دوسرا علم سکھتا ہے۔ ایک تجارت ، دوسرا زراعت ، اور لاکھوں راستے ہیں ، یا اس سے بھی بہتر یوں کہوں ، ہر انسان کے لئے ایک راستہ ہے۔ اور ہر ایک نے اپنے لئے ایک راستہ منتخب کیا ہے۔ میں نے سوچا کہ مجھے کس راستے کا انتخاب کرنا چاہیے۔ میں نے خود سے سوچا اور کچھ کا جائزہ لیا اور اپنے آپ سے پوچھا ، سب سے پہلے تو یہ راستہ کتنا لمبا ہے؟ ان کا انجام کہاں ہے؟ میرے پاس کتنی فرصت ہے؟ اور بنیادی طور پر میری منزل کیا ہے؟

میں نے دیکھا کہ میں عارضی ہوں اور ہر کوئی عارضی ہے۔ کچھ عرصے کے لیے رہتے ہیں اور چلے جاتے ہیں. کچھ چند سال ، کوئی دس سال اور بہت ہی کم افراد ایک سو سال تک پہنچ جاتے ہیں۔لیکن سب جا رہے ہیں اور ہر کوئی عارضی ہوتا ہے۔میں نے سوچا کہ میں کاروبار کروں لیکن اس کا نتیجہ کچھ چمکدار سکے اور کچھ مکانات اور کچھ کاریں ہیں۔ اور میری عاقبت پر اس کی کوئی تأثیر نہیں ہے. سوچا آپ کے لیے زندگی گذاروں، دیکھا کہ میرے لئے آپ بہت اہم اور اتنے قیمتی ہیں کہ اگر آپ کو تکلیف ہو تو درد مجھے ہوتا ہے. اگر آپ کو کوئی تکلیف ہو تو میں خود کو آتش کے شعلوں میں پاتا ہوں۔اگر آپ ایک دن مجھے چھوڑ دیں تو میرے وجود کا بندھن ٹوٹ جائے گا. لیکن میں نے دیکھا کہ میں ان خوفوں اور پریشانیوں کو کیسے حل کرسکتا ہوں۔ میں نے سوچا کہ مجھے کسی ایسے شخص سے رابطہ کرنا ہے جو مجھے اس اہم چیز کا علاج کرائے اور وہ خدا کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ یہ ارزش اور خزانہ جو آپ میرے وجود کے پھول ہیں، دولت اور طاقت سے محفوظ نہیں ہوسکتے ہیں۔ بصورت دیگر ، امیر اور طاقت ور افراد اپنے آپ کو مرنے سے روکنا چاہیے یا ان کی دولت اور طاقت ان کی لاعلاج بیماریوں سے مانع بنتی اور لاچار بننے سے روکتی.

میں نے خدا اور اس کے راستے کا انتخاب کیا ہے۔میں پہلی بار اس جملے کا اعتراف کر رہا ہوں کہ میں کبھی بھی فوج میں شامل نہیں ہونا چاہتا تھا ، مجھے کبھی بھی کوئی بڑا عہدہ، مقام پسند نہیں تھا. میں کسی بہی منصب کو اس خوبصورت لفظ قاسم پر ترجیح نہیں دیتا جو ایک شہید بسیجی کے خالص منہ سے نکلا ہو ،میں چاہتا تھا اور چاہتا ہوں کہ قاسم بغیر کسی لقب اور بغیر

کسی پیشوند اور پسوند کے ہو.لہذا میں نے اپنی قبر پر صرف ، سپاہی قاسم ، لکھنے کی وصیت کی ہے نہ کے قاسم سلیمانی جو کے میری حیثیت سے بڑا لفظ ہے اور باردان کے وزن کو مزید سنگین کر رہا ہے.

میری پیاری بیٹی!

میں نے خدا سے اپنے وجود کی تمام شریانوں کو اپنی محبت، الفت اور پیار سے بھرنے کی درخواست کی ہے، اور وہ میرے وجود کو اپنے عشق سے لبریز کردے.

میں نے اس راہ کو لوگوں کو قتل کرنے کے لیے انتخاب نہیں کیا. تم تو جانتی ہو کہ میں کسی پرندے کا سر اس سے جدا ہوتے بھی نہیں دیکھ سکتا. اگر میں نے اسلحہ اور ہتھیار اٹھایا ہے تو ، یہ آدم کش کے مقابلے میں کھڑا ہونے کے لیے ہے ، نہ کے لوگوں کو مارنے کے لیے.

میں اپنے آپ کو ہر مسلمان کے گھر میں ایک سپاہی کی حیثیت سے دیکھتا ہوں جو خطرے میں ہے، اور میں چاہتا ہوں کہ خدا مجھے اتنی طاقت عطا کرے کہ دنیا کے تمام مظلوموں کا دفاع کرنے کے قابل ہوجاؤں نہ کے اپنے پیارے اسلام کے لئے جان دوں، میری جان اس کے قابل ہی نہیں اور نہ ہی مظلوم شیعہ کے لئے جو مجھ سے زیادہ عظیم اور اعلی ہے اور میں اس کے لیے اہل ہی نہیں ہوں نہیں ، نہیں ....

بلکہ اس خوف زدہ ، لاچار بچے کے لئے ، جس کے لئے کوئی پناہ نہیں ہے، اس خوفزدہ عورت کے لئے جس نے بچہ کو اپنی چھاتی سے ملایا ہوا ہے، اور اس بے گھر، پریشان، فرار ہونے والے شخص کے لیے جس نے اپنے پیچھے خون کی لکیر چھوڑی ہے، ان کے لیے میں جنگ کر رہا ہوں.

میری پیاری بیٹی!

میں اس فوج کا سپاہی ہوں جو سوتا نہیں ہے اور سونا بھی نہیں چاہیے تاکہ دوسرے لوگ سکون سے سوسکیں.

میری سلامتی اور سکون کو ان کی سلامتی اور سکون کے لئے قربان ہونے دیں اور انہیں سونے دیں.

پیاری بیٹی!

آپ میرے گھر میں سلامتی اور وقار اور عزت کے ساتھ رہتے ہیں. میں اس بے بس لڑکی کے لئے کیا کہوں جس کی فریاد رسی کرنے والا کوئی نہیں اور اس رونے والا بچہ کے لیے جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور وہ سب کچھ کھو چکا ہے. بس تم مجھے ان کے لیے قربان کردیں اور ان کے حوالے کریں

بس مجھے جانے دو جانے دو، میں کیسے رہ سکتا ہوں جب کہ میرا سارا کارواں چلا گیا ہے اور میں پیچھے رہ گیا ہوں.

میری بیٹی!

بہت تھک چکا ہوں میں تیس سال میں سویا نہیں ، لیکن اب سونا بھی نہیں چاہتا،میں نے اپنی آنکھوں میں نمک ڈال دیا ہے تاکہ میری پلکیں اکٹھے ہوکر سونے کی ہمت نہ کر سکیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ میری لاپرواہی میں لاچار بچے کا سر قلم کردے، جب میں سوچتا ہوں کہ وہ خوفزدہ لڑکی تم ہو وہ نرجس ہے ، وہ زینب ہے، اور وہ جوان اور نوجوان جو قتل گاہ میں پڑا ہے جس کا سر قلم کیا جارہا ہے میرا حسین اور رضا ہے تو تم مجھ سے کیا امید رکھتی ہو؟ ایک تماشایی ہونا ، لاپرواہ ہونا ، بزنس مین ہونا؟

نہیں ، میں اس طرح نہیں جی سکتا.

(والسلام علیکم و رحمت اللہ)